17
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء
ہدیہ ۳ /
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

از جناب سید قاسم علی صاحب دھلوی شجاع آباد ضلع ملتان

تو جو چاہے تو عیاں جلووں کو پنہاں کر دے — جلوۂ حسن کو ہر شے سے نمایاں کر دے

تو جو چاہے تو بپا قطرے سے طوفاں کر دے — اور ہر ذرّہ کو خورشیدِ درخشاں کر دے

تو جو چاہے تو غلاموں کو بھی سلطاں کر دے — چاہے جس تخت کو تو تختِ سلیماں کر دے

تو جو چاہے تو کرے دشت کو رشکِ ارم — اور دم بھر میں گلستاں کو بیاباں کر دے

تو جو چاہے تو گداؤں کو شہنشاہ کرے — اور سلاطین کو پابستۂ زنداں کر دے

تو جو چاہے تو بنے فخرِ رُسُل دُرِّ یتیم — چشمِ مہر و مہ و انجم کو جو حیراں کر دے

ابنِ مریمؑ کو جو چاہے تو مسیحائی دے — طفلِ یک روزہ کو تو بولنا آساں کر دے

جسمِ ایوبؑ کو پھر صحت و قوت ہو عطا — دوست کے واسطے آتش کو گلستاں کر دے

بطنِ ماہی سے ملے حضرتِ یونسؑ کو نجات — مصر میں یوسفِؑ گم گشتہ کو سلطاں کر دے

پرورش خانۂ فرعون میں موسٰیؑ کی ہوئی — اور فرعون کو تو غرقۂ طوفاں کر دے

تیری درگاہِ کرم میں ہے دعا قاسم کی

آفتیں دور کر اور مشکلیں آساں کر دے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۱۵ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۵۹ء | نمبر شمارہ ۱۰

گندم کی قیمت فروخت

گذشتہ دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حکومت مغربی پاکستان نے گندم اور آٹے کی سرکاری قیمت فروخت میں ایک روپیہ من کے اضافہ کی تجویز مرکزی حکومت کی منظوری کے لئے بھیج دی ہے۔ ہم اس سے پہلے بھی گندم کی قیمت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ ہماری رائے میں اس ملک میں ہر چیز کی قیمت کا انحصار گندم کی قیمت پر ہے۔ اگر گندم سستی ہے تو تمام اشیائے صرف کی قیمتیں ارزاں ہونگی۔ اگر گندم کی قیمت میں اضافہ ہو تو ساری چیزوں کی قیمتیں چڑھ جائیں گی۔ خدا جانے مغربی پاکستان کی حکومت اس بنیادی نکتہ کو دانستہ نظر انداز کر رہی ہے۔ یا وہ اس سے نا آشنا ہے۔ مغربی پاکستان کی حکومت نے گندم کی قیمت فروخت میں اضافہ کی تجویز منظور کر کے عوام سے ہمدردی کا ثبوت نہیں دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرکزی حکومت اس تجویز کے متعلق کیا فیصلہ صادر کرتی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ پاکستان کی اکثر آبادی مزدور پیشہ اور غریب عوام پر مشتمل ہے۔ ان کے لئے گندم اور آٹے کی قیمت میں ایک روپیہ من کا اضافہ بھی ناقابل برداشت بوجھ ثابت ہوگا۔ ہماری نئی حکومت عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے عزائم کا کئی بار اعلان کر چکی ہے اب اس کے امتحان کا وقت آیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اس امتحان میں کامیابی نصیب فرمائے تاکہ عوام کے دلوں میں اس کا وقار زیادہ ہو جائے۔ آمین یا الہ العالمین

یہ ٹھیک ہے کہ اس معمولی سے اضافہ کی وجہ سے حکومت کے خزانہ میں چند کروڑ روپے جمع ہو جائیں گے۔ لیکن اس سے جو نقصان ہوگا۔ وہ اس روپیہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوگا۔ عوام کے لئے گرانی کی وجہ سے زندگی پہلے ہی دوبھر ہو چکی ہے۔ یہ اضافہ ان کیلئے مزید پریشانی کا سبب بنے گا۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات زندگی پورا کرنے کیلئے مزدور اور عوام ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے۔ مارشل لا کے نفاذ کے بعد جرائم میں جو کمی واقع ہوئی ہے وہ ختم ہو جائے گی اور ازسر نو جرائم میں تدریجاً اضافہ ہو جانے کا امکان ہے۔ اس سے حکومت کو پریشانی کے علاوہ جرائم کی روک تھام کیلئے مزید اخراجات کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔ گویا کہ کان کی کسر دھڑے میں نکل جائیگی۔

ہماری رائے میں مرکزی حکومت کو اس تجویز پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے گندم اور آٹا کی قیمت میں اضافہ کی بجائے کمی کی تجویز بھی زیر غور لائی جائے۔ گندم کے علاوہ چینی کی قیمت میں کمی کے سوال پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ گندم اور چینی لوازمات زندگی ہیں اور ایک عوامی حکومت کا اولین فرض ہے کہ وہ ایسی ضروری اشیاء عوام کو انتہائی سستے داموں مہیا کرنیکے ذرائع و وسائل پیدا کرے۔ جرمانوں اور جائداد و املاک کی ضبطی کے ذریعہ حکومت اپنے خزانے بھرپور کر چکی ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس دولت کو غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کیا جائے۔

نئے ریڈیو اسٹیشن

سننے میں آیا ہے کہ حکومت لائل پور اور ملتان میں ریڈیو اسٹیشن قائم کرنیکی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ ریڈیو کا استعمال اگر صحیح طریقہ سے کیا جائے تو یہ نشر و اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے۔ کسی ملک کا ریڈیو اسٹیشن اس ملک کے جذبات و خیالات کا ترجمان ہوتا ہے۔ لیکن اگر ریڈیو کا غلط استعمال ہونے لگے تو وہ ملک کو بدنام کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بنتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک کے ریڈیو اسٹیشن سے زیادہ تر پاکستان کے بنیادی تصور پر ضرب کاری لگائی جا رہی ہے۔ پاکستان اس لئے قائم ہوا تھا کہ یہاں اسلامی تہذیب و تمدن اور کلچر کو فروغ دیا جائے۔ مگر ہمارے ریڈیو اسٹیشن روزانہ صرف چند لمحات کے لئے تلاوت قرآن مجید اور مختصر درس قرآن حکیم کے بعد یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔ لیکن اس کے فوراً بعد راگ و رنگ کے پروگرام پر زیادہ سے زیادہ وقت صرف کیا جاتا ہے۔ گویا کہ نیکی کی تلقین کا جو کام کیا گیا تھا اس پر پانی پھیر دیا جاتا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ہمارے ریڈیو اسٹیشن ایکٹرسوں کی پبلسٹی کا موثر ترین اور مستقل ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں۔ اس کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ عین نماز کے وقت گھروں اور دکانوں پر مساجد کے سامنے فلمی گانوں کا شور برپا کر کے نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نمازیوں کی طرف سے اگر اسپر اعتراض کیا جائے تو اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اگر لائلپور اور ملتان کے ریڈیو اسٹیشن ایسے ہی تخریبی پروگرام کے لئے معرض وجود میں آ رہے ہیں تو ہمارا غریب ملک اس نعمت سے محروم ہی بہتر ہے۔ ہماری رائے میں لاہور کا ریڈیو اسٹیشن ان دونوں مقامات کیلئے کافی ہے۔ اور ان مقامات پر نئے ریڈیو اسٹیشنوں کے اخراجات کا بوجھ عوامی خزانہ پر ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ان دونوں ریڈیو اسٹیشنوں کے اخراجات کسی غیر ملکی ادارے نے ادا کرنے ہیں تو بھی حکومت کو چاہیئے کہ اس غیر ملکی امداد کو بہتر اور زیادہ ضروری کاموں میں صرف کرے۔

ایسے موقعہ پر کسی نے کہا ہے ؎

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا۔ چاہ بنا۔ مسجد و تالاب بنا

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اذان کا جواب

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَعِنْدَ مُعَاوِیَةَ اِذْ اَذَّنَ مُؤَذِّنُهٗ فَقَالَ مُعَاوِیَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهٗ حَتّٰی اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ علقمہ بن وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان دی۔ معاویہؓ نے بھی وہی الفاظ کہے جو مؤذن نے کہے تھے۔ یہاں تک کہ جب مؤذن نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ تو معاویہؓ نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ اور جب مؤذن نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح تو معاویہؓ نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ پھر اس کے بعد معاویہؓ نے وہی جملے کہے جو مؤذن نے کہے تھے۔ پھر معاویہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ یُنَادِیْ فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا یَقِیْنًا دَخَلَ الْجَنَّةَ (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ بلال کھڑے ہوئے اور اذان دینے لگے۔ جب بلال خاموش ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اسی طرح (اذان کے جواب میں) کہے یقین ہے کہ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

اذان وتکبیر کی فضیلت

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهٗ بِتَاْذِیْنِهٖ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلٰثُوْنَ حَسَنَةً (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص بارہ برس تک اذان دے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور لکھی جاتی ہیں (اس کے حساب میں) اس کی اذان کے معاوضہ میں روزانہ ساٹھ نیکیاں اور تکبیر کے بدلہ میں تیس نیکیاں۔

امامت بڑے کا حق ہے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ حُوَیْرِثٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِیْ فَقَالَ اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِیْمَا وَلْیَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ مالکؓ بن حویرث نے بیان کیا۔ کہ میں اور میرے چچا کا بیٹا دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس آپ نے فرمایا جب تم دونوں سفر پر جاؤ تو اذان اور تکبیر کہو اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ امامت کرے۔

جماعت میں شریک ہونے کیلئے دوڑ کر نہ جاؤ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَیْكُمُ السَّكِیْنَةُ وَالْوَقَارُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ تکبیر کہی جائے نماز کی تو تم دوڑ کر نہ آؤ بلکہ طمانیت کے ساتھ آؤ۔ اور جس قدر نماز تم کو مل جائے پڑھ لو اور جو نہ پاؤ اس کو پورا کر لو۔ (بخاری ومسلم)۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ گویا اس وقت سے نماز ہی میں ہوتا ہے۔

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (متفق علیہ)۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اس مسجد میں یعنی (مسجد نبویؐ) میں ایک نماز بہتر ہے دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے سوائے مسجد حرام کے (بخاری ومسلم)

تین مسجدوں کی طرف سفر کی اجازت

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوسعیدؓ خدری کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کجاووں کو نہ باندھو۔ یعنی ہرگز ہرگز سفر نہ کرو۔ مگر تین مسجدوں کی طرف۔ ایک مسجد حرام کی جانب۔ دوسرے مسجد اقصیٰ کی طرف اور تیسرے میری اس مسجد (مسجد نبوی) کی طرف۔

مسجد نبویؐ کی فضیلت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (بخاری ومسلم)

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

خطبہ یوم الجمعہ ۸ر شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۷ر اپریل ۱۹۵۹ء

آدمیوں کی دو قسمیں ہیں

ایک وہ جن کو فقط دُنیا مقصود ہے

دُوسرے وہ جن کو آخرت کی کامیابی مقصود ہے

دونوں کے راستے جُدا جُدا ہیں

چونکہ اس وقت ہم لوگ دُنیا میں ہیں۔ اس لئے پہلے دُنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں کے نقشے پیش کرتا چاہتا ہوں۔

پہلا نقشہ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم سر دست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ دُنیا کے عیش و آرام کو زندگی کا نصب العین بنانے والے کو جو وہ چاہے۔ وہ اسے مل جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر میں اس کا جو رزق لکھا ہوا ہے۔ فقط اتنا ہی ملے گا۔ چونکہ ایسے آدمیوں کو نہ آخرت کا خیال تھا اور نہ اس زندگی کے لئے نیکیوں کا کوئی سرمایہ ہی جمع کیا تھا۔ اس لئے ایسے لوگ جب آخرت میں جائینگے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہو گا۔

اللّٰھم لا تجعلنا منھم

دوزخ کے متعلق حضورؐ انور کے ارشادات

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستّر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ عرض کی گئی۔ البتہ ایک حصّہ بھی عذاب دینے کے لئے کافی تھا۔ آپ نے فرمایا دنیا کی آگ پر اسے اُنہتّر حصّہ اور زیادہ کر دیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ اتنا ہی گرم ہے۔ جتنی دنیا کی آگ گرم ہے۔

دُوسرا

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں میں سب سے کم درجہ کے عذاب والا وہ ہوگا جس کے پاؤں میں جُوتا آگ کا۔ اور تسمے آگ کے ہوں گے۔ ان دونوں سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی کھولتی ہے وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ کوئی شخص اس سے بھی زیادہ عذاب میں ہے۔ حالانکہ وہ سب سے کم درجہ کے عذاب میں ہوگا۔

اللّٰھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا داروں میں سب سے زیادہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنیوالا جو قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ہوگا۔ اسے لایا جائے گا۔ پھر اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی آرام بھی دیکھا ہے۔ کیا تمہیں کبھی کوئی نعمت بھی نصیب ہوئی ہے۔ پھر وہ کہے گا۔ اے رب خدا کی قسم ہے۔ ہرگز نہیں (یعنی ہم نے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھا) اور بہشتیوں میں سے جو سب لوگوں میں سے سب سے زیادہ دنیا میں تکلیف میں تھا۔ اسے لایا جائے گا پھر اسے بہشت میں ایک غوطہ دیا جائے گا (یعنی ذرا سی دیر اسے گھمایا

جائے گا) پھر اسے کہا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے۔ کیا تم نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے اور کیا تم پر کبھی سختی بھی آئی ہے۔ پھر کہے گا۔ نہیں۔ اللہ کی قسم اے میرے رب مجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں آئی۔ اور میں نے تو کبھی سختی دیکھی نہیں۔

چوتھا

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیمۃ لو ان لک ما فی الارض من شیء اکنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت منک اھون من ھذا و انت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انس سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے ادنیٰ درجہ کے عذاب والے دوزخی سے کہے گا۔ اگر تیرے پاس سب وہ چیزیں ہوں جو زمین میں ہیں۔ کیا تم اس عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے دو گے؟ پھر وہ (دوزخی) کہے گا۔ ہاں (اگر دنیا کی ساری نعمتیں میرے قبضہ میں ہوں تو سب دے کر اس عذاب سے بچنے کی کوشش کروں)۔ پھر اللہ فرمائے گا۔ میں نے تم سے ایک بہت سی معمولی چیز چاہی تھی۔ حالانکہ اس وقت تو آدم کی پیٹھ میں تھا۔ یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ پھر تم نے اس بات کو بھی نہ مانا۔ مگر تو نے شرک کر ہی دیا۔

دوسرا نقشہ

من کان یرید الحیوۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون ○ اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھا و بطل ما کانوا یعملون ○ (سورۃ ہود رکوع ۲۔ پ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے۔ تو ان کے اعمال ہم ہمیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا جو کچھ کمایا تھا۔

حاصل

دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں جو اچھا کام انہوں نے کیا تھا۔ اس کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں مل گیا اور آخرت کے لئے کچھ نہ بچا اور آخرت میں جا کر ان کے حصے میں فقط دوزخ کی آگ آئی۔ جس میں نہ جینے کا لطف۔ نہ موت آنے سے چھٹکارا ہی ہوگا اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا نقشہ

یوم یحشر اعداء اللہ الی النار فھم یوزعون ○ حتی اذا ما جاءوھا شھد علیھم سمعھم و ابصارھم و جلودھم بما کانوا یعملون ○ وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء وھو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون ○ وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون ○ وذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردکم فاصبحتم من الخسرین ○ فان یصبروا فالنار مثوی لھم وان یستعتبوا فما ھم من المعتبین ○ (سورہ حم السجدہ رکوع ۳ پ۲۴)

ترجمہ۔ اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچینگے۔ تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے۔ کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی۔ جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔ اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے۔ لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا۔ تمہیں برباد کیا۔ پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔ پس اگر وہ صبر کریں۔ تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے۔ اور اگر وہ معافی چاہینگے تو انہیں معافی نہیں دی جائیگی۔

حاصل

ان آیات میں دنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں کو مندرجہ ذیل پیش آنے والی مصیبتوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ (۱) خدا کے دشمن کا لقب دیا گیا ہے۔ (۲) قیامت کے دن یہ لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے (۳) ان پر ان کے کان اس دن گواہی دیں گے (کہ فلاں فلاں چیزیں سنا کرتے تھے جو دربار الہی میں ناپسندیدہ تھیں۔ مثلاً نامحرم عورتوں کے گانے سننا (۴) اور انکی آنکھیں ان کے خلاف شہادت دینگی (مثلاً ان آنکھوں سے غیر محرم عورتوں کو جھانک جھانک کر دیکھا کرتے تھے اور عورتوں پر گواہی دینگی کہ یہ نامحرم مردوں کو خوب جھانک جھانک کر دیکھا کرتی تھیں) (۵) اور ان دنیا پرستوں کے برے کاموں پر کھالیں گواہی دینگی کیونکہ یہ کھالیں ہر وقت اس دنیا پرست کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔

ان لوگوں کی بدنصیبی

یہ ہوگی کہ اگر صبر کریں تو جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔ اور اگر معافی

چاہیں تو معافی نہیں ملتی۔ کیونکہ معافی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

چوتھا نقشہ

وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (سورۃ الشوریٰ ع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہوا۔ اسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے دنیا کے عیش و آرام کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ اُن کے لئے آخرت کے عیش و آرام کے سلسلہ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ان لوگوں کی کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ چند روزہ دنیا کی زندگی کے عیش و آرام کو آخرت کے ابدالآباد والے آرام پر ترجیح دے کر آخرت برباد کر لی۔

پانچواں نقشہ

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰) — ترجمہ۔ پھر (قارون) اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے۔ بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

جب قارون غرق ہو گیا

تو وہی دنیا دار کہنے لگے۔

لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ القصص رکوع ۸ پ ۲۰)

ترجمہ۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

عبرت

وہی لوگ جنہوں نے پہلے قارون کی شان و شوکت دیکھ کر اس جیسا ہونے کی تمنا کی تھی۔ جب قارون کو عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے دیکھا تو اپنی حالت پر شکر کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا۔

چھٹا نقشہ

وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل۔ رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ سابقہ قوموں کی تباہی اور بربادی کا باعث وہاں کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت ہی بن گئی۔ اللھم لا تجعلنا منھم

آخرت کو مقصود بالذات بنانے والوں کے نقشے

پہلا نقشہ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۔ (سورۃ الشوریٰ رکوع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ۔ جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں بلکہ سات سو گنا۔ اور اس سے بھی زیادہ اور دنیا میں ایمان و عمل صالح کی برکت سے جو فراخی و برکت ملے وہ الگ رہی"

دوسرا نقشہ

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ○ (سورہ آل عمران رکوع ۱۵۔ پ ۴)

ترجمہ۔ اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا۔ ہم اسے اس میں سے دیں گے۔ اور ہم شکر گذاروں کو جزا دیں گے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں (یعنی اس کو آخرت میں یقیناً بدلہ ملے گا۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں ان لوگوں پر تعریض ہے۔ جنہوں نے مال غنیمت کی طمع میں حکم عدولی کی اور دوسرے میں ان کا ذکر ہے جو برابر فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی۔ لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے۔ (کذا فی الموضح)

تیسرا نقشہ

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ سورۃ الروم رکوع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ۔ پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے۔ یہ بہتر ہیں ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی جب فطرۃ کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی مالک و رب وہی اللہ ہے۔ دنیا کی نعمتیں سب اُسی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ تو جو لوگ اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور اس کی لقاء اور دیدار کے آرزومند ہیں۔ چاہیئے کہ اس کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کریں۔ مسافر، محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں۔ اہل قرابت کے حقوق درجہ بدرجہ ادا کرتے رہیں۔ ایسے ہی بندوں کو دنیا و آخرۃ کی بھلائی نصیب ہوگی۔

چوتھا نقشہ

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ - پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کی عزت اور نجات کے طالب ہیں اور اسی نیت سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل دل و جان سے کر رہے ہیں انہیں اپنی نیتوں کا پھل مل جائیگا۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جائیگا اور ان کو آخرت کی نعمتوں سے بھی مالا مال کر دیا جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

پانچواں نقشہ

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَيِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

(۰۰۰ آل عمران - ع ۲۰ پ ۴)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر بیٹھے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا سو تو نے اسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔ پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ البتہ میں ان سے انکی برائیاں دور کر دوں گا اور انہیں بہشتوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے۔ اور اللہ ہی کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات آخرت میں کامیابی حاصل کرنے والے حضرات کا طرزِ عمل بیان کرتی ہیں اور ان کا طرز زندگی کئی چیزوں کا جامع ہے۔ پہلی کھڑی ہونے بیٹھے ہونے اور لیٹے ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ دوسری آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔ تیسری غور و خوض کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اے اللہ تیری پیدا کردہ چیزوں میں سے کوئی بھی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ یعنی کسی کی پیدائش میں کوئی حکمت ہے تو کسی میں کوئی۔ مثلاً جب وہ اپنے وجود میں غور کرتے ہیں۔ تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وجود میں کوئی چیز بیکار نہیں ہے۔ آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں۔ کان سننے کے لئے ہیں۔ زبان بولنے کے لئے ہے ناک سونگھنے کے لئے ہے۔ ہاتھ پکڑنے کے لئے ہیں۔ پاؤں چلنے کے لئے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس انسان کے اندر کتنے اجزاء ہیں۔ ان کی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔ دل ہو یا جگر یا پھیپھڑا۔ ان میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ خدمت پر مامور ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ تو دنیا کی ہر ایک چیز کی پیدائش میں جدا جدا حکمتیں نظر آئیں گی۔

دونوں راستوں پر چلنے والوں کے نتائج پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اب جدھر جس کا دل چاہے جائے۔

شاہنشاہی اعلان بھی یہی ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور کہدو سبھی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کر دے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں اسکی قناتیں گھیر لیں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کئے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا۔ مونہوں کو جھلس دے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی۔

اے اللہ تعالےٰ کے بندو

اس خطرناک عذاب سے بچنے کیلئے دنیا ہی سے کوشش کرکے جاؤ اور اس کا طریقہ فقط یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنا لو۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا نمونہ سامنے رکھو۔ وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اما بعد- آج کی معروضات کا عنوان ہے -

انسان کو انسان بنانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے

۱- تعلیم - ۲- تربیت

انسان صحیح معنوں میں انسان تب بنتا ہے - جب اس کو انسانیت کی تعلیم دی جائے۔ اور اس کی تربیت بھی کی جائے۔ تعلیم ہوتی ہے ظاہر کی اور تربیت ہوتی ہے باطن کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن میں ہے۔ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ (سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پ ۲۸)

(ترجمہ- اور انہیں پاک کرتا ہے- اور انہیں کتاب سکھاتا ہے)- تزکیہ اور تعلیم دو لفظ ہیں- عربی میں جو "و" آتی ہے اس کا اردو ترجمہ "اور" ہے۔ علمائے کرام تشریف فرما ہیں - ان کو معلوم ہے کہ "و" مغائرت کے لئے آتی ہے - گویا تعلیم اور ہے - اور تزکیہ اور ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو تعلیم تو قرآن مجید کی دیتے تھے اور تزکیہ باطن کا فرماتے تھے۔

کھانا، پینا، بچے جننا اور ان کو پالنا یہ انسانیت نہیں ہے- یہ تو حیوانیت ہے - مثلاً گوشت ہم بھی کھاتے ہیں اور شیر بھی گوشت کھاتا ہے - فرق صرف اتنا ہے - کہ ہم پکا کر کھاتے ہیں اور وہ کچا کھاتا ہے - گائے بھینس بھی شلغم سرسوں کا ساگ اور دوسری سبزیاں کھاتی ہیں - اور ہم بھی یہ چیزیں کھاتے ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ وہ کچی کھاتی ہیں اور ہم پکا کر اور نمک مرچ لگا کر کھاتے ہیں - اسی طرح حیوانات بھی بچے جنتے اور ان کو پالتے ہیں- معلوم ہوا کہ انسانیت ان چیزوں سے بالاتر ہے - انسان تعلیم اور تربیت سے انسان بنتا ہے - انسانیت کی تعلیم قرآن مجید دیتا ہے اور اس کا عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - آپ کی ذات اقدس میں جامعیت تھی - آپ صحابہ کرام کو تعلیم قرآن مجید بھی دیتے تھے اور ان کی تربیت بھی فرماتے تھے - کسی نے آپ کے متعلق خوب کہا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

استاد جب تعلیم دیتا ہے - تو شاگرد اپنے شکوک و شبہات پیش کرتے ہیں - جن کو استاد حل کرتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے تو صحابہ کرام بھی سوال بعض اوقات کرتے تھے - قرآن مجید میں آتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ہ سورۃ الاحزاب ع ۷- پ ۲۲) ترجمہ - (بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں- اے ایمان والو- تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو-)

جب یہ آیت نازل ہوئی - تو صحابہ کرام نے عرض کی - یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہے- لیکن صلوٰۃ بھیجنا معلوم نہیں - آپ نے فرمایا صلوٰۃ کی یہ دعا پڑھا کرو -

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاہِیۡمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاہِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ہ اَللّٰہُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاہِیۡمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاہِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ہ ترجمہ - اے اللہ! (حضرت) محمدؐ اور (حضرت) محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج - جس طرح تو نے (حضرت) ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمت بھیجی - بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے - اے اللہ! (حضرت) محمدؐ اور (حضرت) محمدؐ کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے (حضرت ابراہیمؑ اور (حضرت) ابراہیمؑ کی آل پر برکت نازل فرمائی تھی - بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے)- یہ تعلیم کتاب ہے- تزکیہ ہے- باطن کو امراض روحانی سے پاک کرنا - دونوں ہوں تو انسان کامل بنتا ہے - اگر تعلیم نہ ہو تو بھی انسان ادھورا رہتا ہے اسی طرح اگر تزکیہ باطن نہ ہو تو بھی انسان ادھورا ہے - اسی لئے میں کہا کرتا ہوں- رنگ ہے قرآن - صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً ز الآیۃ (سورۃ البقرہ رکوع ۱۶- پ ۱) ترجمہ - (اللہ کا رنگ - اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے)- اس رنگ کے رنگ فروش ہیں علمائے کرام - اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام - بعض اللہ کے بندے جامع بھی ہوتے ہیں - شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات تھے- وہ ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل تھے - ہند و پاکستان میں ان کی نظیر نہیں ملتی - بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ساری دنیا میں ان کی مثال نہیں ملتی - مجھے اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ محض اپنے فضل سے حرمین شریفین کی زیارت کا موقعہ عطا فرمایا ہے - مکہ اور مدینہ منورہ میں اولیاء کرام کا مجمع ہوتا ہے- وہ خانہ کعبہ کے گرد والہانہ طواف کرتے ہیں - میں نے ان حضرات کا مجمع دیکھا ہے- اس لئے کہہ رہا ہوں کہ حضرت مدنیؒ کی نظیر ساری دنیا میں نہیں ملتی- میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت اور توہین کرنے والے ہیں وہ حضرت مدنیؒ کو کیا جانیں —

مولانا عبداللہ فاروقیؒ نے حضرت مدنیؒ کا ایک واقعہ مجھے سنایا۔ حضرت مدنیؒ ان دنوں مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ مولانا فاروقیؒ کا بیان ہے۔ کہ ان دنوں میں حج کے لئے گیا۔ جب میں مدینہ میں پہنچا تو حضرت مدنیؒ کو دیکھا کہ اڈے پر موجود ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت! کیسے تشریف لائے۔ فرمانے لگے تمہیں کیوں بتلاؤں۔ کیسے آیا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا۔ پان دان گم کر آئے ہو۔ یہ حضرتؒ کا ماضی کا کشف تھا۔ میں نے عرض کیا حضرت! ملے گا بھی یا نہیں۔ فرمایا ہاں ہاں مل جائے گا۔ یہ حضرتؒ کا مستقبل کے متعلق کشف تھا۔ مولانا عبداللہ فاروقیؒ کا دوسرا واقعہ سنئے وہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ حضرتؒ کا جوتا اٹھا کر دروازہ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرتؒ تھوڑی دیر کے لئے پھر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد میرا جوتا اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ اور فرمایا توبہ کرو۔ آئندہ میرے جوتے کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت! اگر اس ادب کا یہی صلہ ملتا ہے تو میں باز آیا۔

بعض اوقات تعلیم ہوتی ہے۔ تربیت یا تزکیہ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات تزکیہ ہوتا ہے اور تعلیم نہیں ہوتی۔ اسی لئے میں اپنی جماعت سے کہا کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد کسی جاہل صوفی کے پاس ہرگز نہ بیٹھیں ؎

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

ہر انسان انسان نہیں ہوتا۔ انسانیت کا سانچہ یہی ہے۔ انسانیت آئیگی تو اسی سانچے میں آئے گی۔ بھیڑ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ وغیرہ کے سانچہ میں انسانیت نہیں آئیگی۔ انسانوں میں بعض سور۔ بعض کتے۔ بعض بھیڑیئے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ان آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ اس کے لئے باطن کی آنکھوں کی ضرورت ہے جو اللہ تعالےٰ اولیاء کرام کو عطا فرماتے ہیں۔ میں نے ایسے اللہ والے دیکھے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں سریاں، اوبھریاں والے بازار سے کشمیری بازار کی طرف آ رہا تھا راستہ میں ایک پستہ قد سفید ریش بزرگ ایک دوکان کے تھڑہ پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے کلائی سے پکڑ کر فرمایا تشریف رکھئے۔ میں بھی اسی دروازہ کا غلام ہوں۔ جس کے آپ ہیں۔ میں سمجھ گیا یہ میرے پیر بھائیؒ ہیں۔ ان کو خوشبو آئی ہے۔ اس کے بعد فرمانے لگے۔ میں یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ اور لوگ گذرتے رہتے ہیں۔ مجھے ان میں سے کوئی سور۔ کوئی کتا۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ آپ سمجھتے ہو کہ دو ٹانگوں سے انسان بن جاتا ہے۔ کل کا تازہ واقعہ ہے۔ ایک عورت میرے پاس آ کر بہت روئی اس نے مجھے بتلایا کہ میرا خاوند سرکاری افسر ہے۔ وہ مجھے سخت مارتا ہے۔ میری جوان بیٹیاں ہیں۔ ان کو بھی مارتا ہے۔ ان کے نکاح کی فکر نہیں کرتا۔ کیا ایسا شخص انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اگر بندر کو انسانی لباس پہنا دیا جائے تو کیا وہ انسان بن جائے گا؟

تعلیمی لحاظ سے انسانیت کا پروگرام

قرآن مجید ہے اور اس کا اصلی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن مجید میں حضورؐ کے متعلق آتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ (سورۃ الانبیاء ع ۷۔ پ ۱۷)۔ (ترجمہ۔ اور ہم نے تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔ یہ انسانیت کا نمونہ ہیں۔ انسان وہ ہے جو ماں۔ بیوی۔ اولاد۔ ہمسایہ سب کے لئے رحمت ہو۔ انسانیت یہ ہے کہ کسی کو کڑوا نہ لگے۔ حلوہ میٹھا ہے تو چڑیا۔ کوے۔ کتے۔ بلی وغیرہ سب کو میٹھا لگتا ہے۔ اور سب کھا جاتے ہیں۔ کامل انسانوں کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ؎

شنیدم کہ مردان راہ صفا
دل دشمناں ہم نکردند تنگ

رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانیت کا نمونہ ہیں۔ آپؐ نے قرآن مجید کی تعلیم اور اپنی صحبت کی برکت سے ایسے انسان بنائے کہ آسمان سے انکی تعریفیں آئیں۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیہ (سورہ آل عمران ع ۱۲۔ پ ۴)۔ (ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں)، صحابہ کرام سے خطاب ہو رہا ہے کہ اے صحابہ کرام! تم بہترین امت ہو پاکباز۔ مقبول بارگاہ الٰہی۔ مغفور و مرحوم وغیرہ یہ سب معنی خیر کے ہو سکتے ہیں۔ حضور انورؐ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعلمین بنایا۔ اور آپ نے صحابہ کرام کو خَيْرَ اُمَّةٍ بنایا۔ یہ آپ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ نکلا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ انسان کو انسان بنانے کے لئے تعلیم اور تربیت کی ضرورت ہے۔ تعلیم ہے قرآن مجید کی اور تربیت کرنیوالے ہیں رحمۃ للعلمین حضور انورؐ کے بعد آپ کے دروازہ کے غلام تربیت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہی کو کہتے ہیں صوفیائے عظام۔ علمائے کرام انسانیت کا مفہوم سمجھاتے ہیں اور صوفیائے عظام اس کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ جس پر یہ رنگ چڑھ جائے۔ وہ انسانوں کا محبوب بن جاتا ہے۔ انسان تعلیم اور تربیت دونوں سے کامل بنتا ہے۔ اگر تعلیم ہو اور تربیت نہ ہو تو ایسے عالم بے عمل کو اللہ تعالیٰ نے گدھے سے تشبیہ دی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔ الآیہ (سورۃ الجمعہ ع ۱۔ پ ۲۸) ترجمہ۔ (ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسانوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ نہ کہ گدھوں کو۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو انسان بنائے آمین یا الہ العلمین

جس طرح آپ کے ہاں تعلیم کے لئے ۱۴ سال صرف ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں بھی ۱۲۔ ۱۴ سال تعلیم میں خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن تربیت کے لئے اس سے بھی زیادہ مدت درکار ہے۔ اس میں تعلیم سے زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو تربیت ہوتی ہے۔ طالب صادق وہ ہے جس کا عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں سے شیخ کامل

سکے۔ قلب سے کنکشن ہو۔ ان میں ایک تار بھی کٹ جائے تو طالب مر جاتا ہے۔ اللہ والے یہ سکھاتے ہیں کہ ع

آنچہ برما است از ما است

ترجمہ۔ جو تکلیف ہم پر آئی ہے وہ ہمارے شامت اعمال کی وجہ سے ہے) کسی نے ٹھیک کہا ہے سے

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

اس کے بعد انسان سوچتا ہے کہ میرے ہی کسی گناہ کی مجھے یہ سزا مل رہی ہے اور پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے کہ میں نے کونسا گناہ کیا ہے جس کی یہ سزا مل رہی ہے۔ پھر یہ جس کے ذریعہ سے تکلیف آئی ہے۔ اس سے نہیں لڑتا۔ بلکہ اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تربیت ہو جائے تو انسان خوش ہوتا ہے کہ اچھا ہوا میرے گناہ کی مجھے اسس دنیا میں سزا مل گئی۔ میں جن دنوں دہلی میں رہتا تھا۔ میرا بڑا لڑکا مولوی حبیب اللہ جو آج کل مدینہ منورہ میں رہتا ہے۔ چھوٹا سا تھا۔ ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے ایک فاسد خیال آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس کو رد کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد میں سودا لینے کے لئے بازار گیا۔ دوکان پر بھیڑ تھی۔ میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ پیچھے سے ایک کتّا آیا جس نے میری پنڈلی پر چک (پنجابی) مارا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے مجھے کاٹا نہیں میں نے کتّے کو مارنے کی بجائے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ جھایا کہ یہ اس خیال فاسد کی تصویر ہے۔ اگر میں کتّے کو مارتا تو وہ بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتا اور میں اور زیادہ ملزم بنتا۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کے ذرّوں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کی تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ ان میں ایک موتی یہ ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام رض کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

ضبط شدہ از استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ
مہتمم دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

ترتیب ش۔ ع ش لاہور

۲

(۱) حدیث: اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ الخ کے تفسیر و تشریح میں ارشاد فرمایا۔ انسان کے جسم میں تو اعضاء بہت سے ہیں مگر ایسا عضو جو سب جسم پر حاکم ہو اور اس کے صلاح و فساد پر تمام جسم کا مدار ہو۔ وہ قلب ہے۔ قلب جسدی بادشاہ ہے جسم کا۔ قلب تین ہیں۔ (۱) قلب جسمانی۔ (۲) قلب روحانی۔ یہ رُوح کا وہ حصّہ ہے جو قلب جسمانی سے متعلق ہے۔ (۳) قلب ہوائی۔ یہ روح حیوان کا وہ لطیف حصہ ہے جو اس قلب روحانی و صنوبری کے درمیان میں واسطہ ہے۔ یہ سب اپنے اپنے حصہ پر حاکم ہیں۔ قلب صنوبری مادہ اور خون کے گوشت کا بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر خرابی آنے سے جسم کی صحت خراب ہو جاتی ہے اس کی حرکت بند ہو جائے تو موت طاری ہو۔ بائیں پستان کے نیچے دھڑکتا ہے۔ خون کی صفائی اس کی حرکت سے ہے۔ اور نشو و نما بھی اس سے ہوتی ہے۔ روح ہوائی بمنزلہ بخار لطیف کے ہے۔ یہ دونوں کے درمیان واسطہ ہے۔ تو روح ہوائی قلب صنوبری پر راکب ہے اور روح مجرد روح ہوائی پر راکب ہے۔ اور قلب صنوبری سب جسم پر۔ حضور صلعم یہاں قلب کا ذکر مجمل فرماتے ہیں۔ اور تعین اس کے اندر نہیں ہے۔ فساد و صلاح سے طبی صلاح و فساد مراد نہیں۔ روحانی فساد و صلاح مراد ہے۔ جس طرح جسمانی حیثیت سے زندگی کا قلب کے صلاح و فساد پر مدار ہے۔ اسی طرح انسان کے حقیقی صحت و فساد کا قلب کی حقیقی صحت و فساد پر مدار ہے۔ اگر اخلاق اعلےٰ ہوں۔ عقائد اعلےٰ ہوں۔ اعمال اچھے ہوں تو یہ قلب کی صحت ہے۔ اس لئے قلب کے اصلاح و صحت کا حکم دیا جاتا ہے ولہذا قیل المرء باصغریہ القلب واللسان۔ قلب اخلاق کا مرکز ہے۔ زبان سے قلب کی ترجمانی ہوتی ہے۔ زبان اگر انسان کی فصیح ہو تو مضامین عالیہ کو اسی طرح ادا کر سکیں گے۔ جس سے روحوں کے اندر انقلاب پیدا ہو۔ کسی مقرر کی تقریر لوگوں کے دلوں کو پھیر دیا کرتی ہے۔ ان من البیان لسحراً۔ مگر اسی مضمون کو دوسرا بیان کرے۔ لطف نہیں آتا۔ یا تو اس کا بیان واضح طور سے نہیں ہوتا یا ادا کرتا ہے۔ مگر اس کے اندر قوت نہیں ہوتی۔ قوت روحانی طاقت کے طور پر ہوتی ہے۔ جس طرح مارنے والے کی طاقت ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اسی طرح کلام کے اندر بھی طاقت ہے انسان کو "باصغریہ" کہا گیا ہے۔ زبان و قلب پر ہی انسان کا مدار ہے۔

لسان الفتیٰ نصفٌ ونصف فوادہٖ
فلم یبق الاصورۃ الجسم والدم

حضور علیہ السلام کا مقصد بیان قلب سے قلب روحانی و قلب ہوائی دونوں کا مجموعہ مراد ہے۔ اس لئے کہ تمام اخلاق و عقاید اس قلب سے متعلق ہیں۔ اگر اخلاق و عقاید بہتر ہوئے تو اعمال بھی اچھے ہوں گے۔ اخلاق دو قسم ہیں (۱) کسبی (۲) فطری۔ بعض چیزیں فطرتاً انسان کے اندر ہوتی ہیں جو بالضرور ظاہر ہوتی ہیں اور ریاضت کے ذریعہ سے جو شئے انسان کے اندر آ جاوے وہ کسبی اخلاق ہیں۔ تصوف کا زیادہ تر تعلق ان کسبی اخلاق سے اور ریاضات سے ہے العادۃ طبعیۃ ثانیۃ۔ والذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتاً من انفسھم الایہ یہ ہے۔ تثبیت نفس۔ اسی واسطے فرمایا کہ کسی خلق کی بنا پر تثبیت نفس کرو۔ ایک شخص کی طبیعت میں خرچ کرنا نہیں ہے مگر وہ روز خرچ کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ طبع سے بخل جاتا رہتا ہے۔ جس طرح نماز کی عادت شروع میں نہیں ہوتی اور پھر

نماز کی عادت ایسی ڈالی جاتی ہے کہ بغیر نماز پڑھے قرار نہیں آتا۔ اور طبیعت ثانیہ بن کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح عادت کو عبادات سے بدلا جا سکتا ہے۔ جس طرح امور رذیلہ کے اندر انسان عمل کرتا ہے تو خلق ہو جاتی ہیں۔ تمباکو پینا فطری نہیں ہے لوگوں کو دیکھ کر شروع کیا تو ایسا خلق ہو گیا کہ بدوں اس کے صبر نہ ہوسکے۔ اسی طرح شریعت کے جو اعمال ہیں۔ انسان کو اس سے عادی بنانا ہی شریعت کا مقصد ہے۔ اس لئے بغض، حسد، عداوت، تذلیل، تکبر وغیرہ سب اخلاق رذیلہ سے قلب کو پاک کرنا ہے جو تصوف کا اولین شرط ہے۔ اس کے بعد ذکر خداوندی ہے۔ خدا کے توجہ و ذکر کی طرف قلب کو مشغول کرنے کے واسطے "قلبی ذکر" کرایا جاتا ہے۔ لفظ سے مسمیٰ اور پھر مسمیٰ سے حضور کی طرف کولایا جاتا ہے۔

اب یہاں امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ ایمان کے اندر نہ صرف اعمال مفروضہ ہی داخل ہیں۔ بلکہ وہ اعمال بھی جو بطور تنزہ و استبراء کے کئے جاویں۔ جیسے ترک مشتبہات جسے تقویٰ کہا جاتا ہے وہ بھی داخل ایمان ہیں۔

فرمایا (۲) وقل رب زدنی علما۔ بعد رسالت و اعطائے قرآن کے آنحضرتؐ کو یہ حکم ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خاتم المرسلین سید الاولین جس کے درجات بلند اور کتاب ایسی دی گئی ہے جو علم الاولین و الآخرین کو جامع ہے اور جب آپ کو ربِّ زدنی علما کہنے کا حکم ہے۔ تو اوروں کو کیا حق ہے کہ کہے۔ کہ اب طلب علم ختم ہے اور اس کے بعد نہ قرآن نہ حدیث کو دیکھے کہ بس ہم نے سند لی پڑھ لیا ہے۔ اطلبوا لعلم من المھد الی اللحد۔ علم سے اگر کوئی مستغنی ہوتا تو آپ مستغنی ہوتے۔ جب آپ کو رب زدنی کہنے کا حکم ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔ قال علیہ السلام منھومان لا یشبعان طالب العلم وطالب الدنیا ولو کان لابن آدم وادیان من ذھب لا تبتغی ثالثًا

برطانیہ کہتی ہے کہ میری حکومت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ مگر خباثت اس قدر ہے کہ فلسطین و انڈونیشیا و ملایا پر قبضہ کرنے کی حرص و ہوس ہے۔ طالب دنیا کا پیٹ نہیں بھرتا تو طالب علم کا کس طرح۔

گفت چشم تنگ دنیادار را
یا قناعت پُر کند یا خاک گور

اس لئے طالب علم کو قل رب زدنی علما کا امر فرمایا۔

(۳) حدیث۔ ان الامانت نزلت فی جذر قلوب الرجال کے تشریح میں امانت کی حقیقت اور قرب قیامت کے وقت اس کے ضیاع اور زوال کے بارہ میں مخصوص شان میں روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

زوال امانت سے کیا مراد ہے؟ اس کے کئی معانی کئے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ ان الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال۔ وقال تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلومًا جھولا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ تو امانت عطیات خداوندی میں سے کوئی چیز ہے اور جب کسی کے اندر وہ پائی جاتی ہے تو وہ باری تعالیٰ کا مطیع بن جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ قلوب رجال کے وسط میں امانت اتری اور آہستہ آہستہ یہ اٹھیگی حذیفہؓ و محدثینؒ فرماتے ہیں کہ امانت ایک نور ہے معنوی جوہر ہے۔ نبی کے بعثت سے قبل عالم علوی سے اتر کر قلوب کے اندر حسب قابلیت نفوذ کیا کرتی ہے۔ جس طرح بارش اترتی ہے آسمان سے اور زمین اسے قبول کر لیتی ہے حسب قابلیت کم و بیش۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

پانی کے واسطے محل زمین ہوتی ہے اور امانت کے لئے قلوب محل ہیں۔ قلوب میں جب امانت اترتی ہے۔ تو اس میں اس پودے کے لگانے کی قابلیت آ جاتی ہے۔ جسے پیغمبر لے کر آتا ہے۔ جس طرح بارش کے ساتھ زمین کے اندر صلاحیت پیدا نہ ہو تو جس قدر تخم ڈالیں کچھ نہ اُگے گا۔ اسی طرح ایک قطعۂ زمین نے اس امانت نبوی کو صلاحیت کی وجہ سے قبول کیا۔ شورہ زمین نے قبول نہ کیا۔ حضرت صدیقؓ نے و فاروقؓ نے قبول کیا۔ ابولہب نے نہ کیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس امانت کو دلوں سے اٹھا لیا جاوے گا۔ جب عالم دنیا سے زمانۂ نبوت میں اتاری ہوئی یہ امانت بالکل اٹھ جاوے گی تو کوئی شخص ایک بار بھی خدا کا ذکر کرنے والا باقی نہ رہے گا۔ تو پھر قیامت کا آ جانا ضروری ہے۔ کل کو اس کا سوال ہوگا کہ جبال نے انکار کیا تھا ارض نے انکار کیا۔ سماوات نے انکار کیا سہ

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

امانت تو اٹھایا۔ مگر آگے کیا ہونے والا ہے لتسئلن یومئذٍ عن النعیم پھر نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا ٹھنڈے پانی کے پیالے (تک) کے بارہ میں بھی سوال ہوگا۔ تب نانی یاد آوے گی۔ آج تو امانت لے کر بیٹھے ہیں اور مزے کر رہے ہیں۔ کمیونسٹوں کی یہ حالت ہے۔ الحاد کی کہ خدا کا نام لینا بھی جائز نہیں کہتے۔ آج مسلمان بھی کمیونسٹ ہوتا جا رہا ہے جو محض بے دینی سے بھرے ہوئے ہیں ان کے سامنے خدا کا نام لینا بھی گناہ جانا جاتا ہے سہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا کر کے تھانہ میں
کہ اکبر نام لیتا ہے۔ خدا کا اس زمانہ میں

آپ نے اذا ضاعت الامانۃ نہ فرمایا۔ بلکہ فرمایا۔ اذا ضیعت الامانۃ (ضائع کر دی جاوے) اس واسطے کہ خدا نعمت دے کر نہیں لیتا۔ جب تک اس نعمت کی قدر کی جاوے ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم۔ تم کو بادشاہت ملے امور باطنیہ ملیں یا کچھ اور ملے۔ اور ناقدرشناسی نہ کی۔ نہ چھینا جاویگا ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعًا من صدورھم وانما یقبضہ بقبض العلماء اسی واسطے فرمایا کہ قبض علما سے علم چھینا جاوے گا۔ آج سب قسم کے مدارس ہیں۔ مگر قرآن و حدیث کے تعلیم کے واسطے مصر و عراق و روم

باقی صفحہ ۱۸ پر۔

از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی

اللہ کا وعدہ

اِنَّ وَعْدَ اللہِ حَقٌّ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

قسط دوم

سودمند تجارت

اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ پ ۱۱ - ع ۳ -

ترجمہ "اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور اُن کا مال اس قیمت پر کہ اُن کے لئے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں۔ پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توراۃ انجیل اور قرآن میں"

اس سے زیادہ سودمند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہوگی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدوس خریدار بنا۔ ہماری جان و مال کو جو فی الحقیقت اسی کی مملوک و مخلوق ہے محض ادنیٰ تلابست سے ہماری طرف نسبت کر کے مبیع قرار دیا جو عقد بیع میں مقصود بالذات ہوتی ہے اور جنت جیسے اعلیٰ ترین مقام کو اس کی قیمت بتلایا جو مبیع تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ زرِ ثمن کے مارے جانے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے بہت تاکید و اہتمام سے پختہ دستاویز لکھ دی ہے۔ جس کا خلاف ناممکن ہے۔ کیا خدا سے بڑھ کر صادق القول، راستباز اور وعدہ کا پکا کوئی دُوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس کا ادھار بھی دوسروں کے نقد سے ہزاروں درجہ پختہ اور بہتر ہوگا۔ پھر مومنین کے لئے خوش ہونے اور اپنی قسمت پر نازاں ہونے کا اس سے بہتر کون سا موقعہ ہوگا۔ کہ خود ربّ العزت ان کا خریدار بنے۔ اور اس شان سے بنے۔

حق تعالیٰ اپنے فضل سے ہم ناتوانوں کو ان مومنین کے زمرہ میں محشور فرمائے۔ آمین

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللہِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْکَارِ (پ ۲۴ رکوع ۱۱)

ترجمہ۔ سو تو ٹھہرا رہ۔ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے۔ اور بخشوا اپنے گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو

یعنی آپ بھی تسلی رکھئے جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ خداوند قدوس دارین میں آپ کو اور آپ کے طفیل آپ کے متبعین کو سربلند رکھے گا۔ ضرورت اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کریں اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو۔ اسکی معافی خدا سے چاہتے رہیں اور ہمیشہ رات دن صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کا قولاً و فعلاً ورد رکھیں ظاہر و باطن میں اس کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ پھر اللہ کی مدد یقینی ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر ساری امت کو سنایا۔

وَعَدَ اللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (پ ۲۶ - ع ۱۲)

ترجمہ۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے اُن سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں عمل بھلے۔ معافی کا اور بڑے ثواب کا۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں۔

یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان والے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے سب اصحاب ایسے ہی تھے۔ مگر خاتمہ کا اندیشہ رکھا۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی صاف خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جائیں۔ اس مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے

چند وعدوں کی فہرست

(۱) جہاد کرنے والوں کے بارہ میں اجر و مغفرت و رحمت کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ ضرور پورے فرمائے گا۔ بھلائی کا وعدہ۔ رفعتِ درجات۔ مغفرت اور رحمت۔

(۲) ایسا عدل و انصاف جسے کوئی دوستی یا دشمنی نہ روک سکے۔ اور جس کے اختیار کرنے سے آدمی کو متقی بننا سہل ہو جاتا ہے۔ خدا کا ڈر اور اُسکی شانِ انتقام کا خوف جب کسی مومن کے دل میں مستحضر ہوگا تو اس کا قلب خشیت الٰہی سے لرزنے لگیگا۔ اللہ تعالےٰ مومنین صالحین کی نہ صرف کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا۔ بلکہ عظیم الشان اجر و ثواب بھی عطا فرمائیں گے۔

(۳) وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور عورتوں کو اور کافروں کو دوزخ کی آگ میں پڑے رہیں گے۔ وہی کافی ہے ان کو اور اللہ نے ان کو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب نار ہمیشہ رہنے والا ہے۔

(۴) آنحضرتؐ کے وقت کے لوگوں کو اللہ نے خطاب فرمایا یعنی جو اُن میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول کے کامل متبع ہیں۔ رسول کے بعد ان کو زمین کی حکومت دے گا۔ اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے ان کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کرے گا۔ وہ لوگ محض دنیاوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کرینگے اور دین حق کی بنیادیں جمائیں گے۔

(۵) جس وقت صُور پھونکی جائے تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے۔ کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے۔ یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے۔

۶۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لوگے۔ سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت۔ اللہ کے وعدوں پر وثوق۔ اور اس کی لامحدود قدرت پر بھروسہ ہوگا تو اور زیادہ طاعت و فرمانبرداری کی ترغیب ہوگی۔

[illegible] تو اللہ کے راستہ میں کسی وقت بھی خرچ کیا جائے اور

جہاد کیا جائے۔ وہ اچھا ہے۔ خدا اس کا بہترین بدلہ دنیا یا آخرت میں دے گا۔ لیکن جن مقدور والوں نے فتح مکہ یا حدیبیہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا۔ وہ بڑے درجے لے اڑے۔ بعد والے مسلمان ان کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ اس وقت حق کے ماننے والے تھوڑے اور کافر بہت تھے۔

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کے ضروری اعلانات

۱۔ جامعہ رشیدیہ اور اس کے ملحقہ مدارس عربیہ و متعلقہ مکاتب اسلامیہ و شاخہائے مدرسہ کا داخلہ ۸ شوال سے ۱۲ شوال تک ہوگا۔ اور ۱۲ شوال سے باضابطہ تعلیم شروع ہو جائیگی۔

۲۔ مرکزی جامعہ میں داخلہ صرف کتب خواں عربی ،متوسطات، کافیہ قدوری سے مشکوٰۃ جلالین، ہدایہ پڑھنے والے طلبہ۔ اور درمیانی جماعتوں کا داخلہ ہوگا۔ باقی شعبہ جات کے داخلے مکمل ہو چکے۔

۳۔ مشکوٰۃ جلالین، ہدایہ ترجمۃ القرآن کی جماعتوں کو شیخ الجامعہ حضرت مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ، جالندھری خلف الرشید حضرت مولانا حافظ مفتی محمد فقیر اللہ صاحب مدظلہ، رامپوری پڑھائینگے

۴۔ جامعہ کی ترقی و توسیع و تنظیم کے لئے مزید عملہ و کارکنان حضرات مدرسین کی تقرری کی گئی ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حافظ قاری مقبول احمد صاحب بطور مدرس و نائب مہتمم جامعہ کام کریں گے۔

۵۔ جامعہ کے اخراجات ڈھائی ہزار روپے ماہوار سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ آمدن محدود ہے۔ غریب الوطن ڈیڑھ سو طلبا کا قیام و طعام و ضروریات کا جامعہ کفیل ہوتا ہے۔ اس لئے مخیر حضرات جامعہ رشیدیہ کی طرف توجہ فرماویں۔ کہ جامعہ کی عمارات تحریک ختم نبوت کے دور سے ضبط اور اس وقت مکانات کی شدید قلت ہے۔ طلبہ کثرت سے آتے ہیں اور داخلہ محدود ہو جاتا ہے۔ حضرات دعا فرماتے رہیں۔

خادم

فاضل رشیدی جالندھری ناظم اعلےٰ

جامعہ رشیدیہ منٹگمری۔

لال الدین اختر گوہر ایجی ٹی

حلقۂ احباب

۲۰

۲۴ر اگست کی صبح کو مولوی عبدالرشید اور آپ کے رفقا جنمیں جاوید احمد علی، اختر مسعود سعید اور چند ایک دیہاتی بھی شامل ہیں لائلپور جانے کیلئے ہر طرح تیار ہیں ہم ان لوگوں کی حُسن نیت اور جذبۂ طلب حق کی داد دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے برسوں برادران یوسف کی طرح لاابالیانہ زندگی بسر کی۔ مگر آہستہ آہستہ اب صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ کہاں انکی وہ زندگی جو ابلیس لعین کے تجویز کردہ ماحول میں گذرتی تھی اور کہاں یہ مبارک ساعت کہ عین شباب میں رضائے الٰہی کی تلاش میں گھروں سے نکل رہے ہیں

زراہ مخلصی ہر کس کہ بے منت قدم ساید
بھرگامے کہ بردارد انہ وپائے نہ ما جستے

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ہم کو مغربیت کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھے۔ اور اسلام کی قدسی الاصل تعلیم و تربیت اور تہذیب و تمدن سے اپنے دلوں کو آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم اس موقعہ پر مولوی عبدالرشید صاحب کو بھی مبارکباد پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنکی شبانہ روز پند و نصائح حسن اخلاق اور حسن ابلاغ سے اس بگڑے ہوئے ماحول میں انقلاب پیدا ہوا۔ یہ ارواح و قلوب کا انقلاب ہے۔ یہ صورت و معنے دونو کی تبدیلی کا مسئلہ ہے۔ یہاں آکر شقاوت و سعادت کی سرحدیں جدا ہوتی ہیں۔ یہ کامرانی عقبیٰ کا سوال ہے اور اسی کو بگڑی ہوئی قسمت کا بننا کہتے ہیں۔

حسن از طریق پرسم رفیق مے جوئم
کہ گفتہ اند نخستیں رفیق بعد طریق
اقبال مرحوم

مولوی عبدالرشید صاحب کی نیک صحبت نے دلوں کے رجحانات بدل دیئے۔ فواحش و منکرات کی لذت نفرت سے بدل گئی۔ سنجیدگی اور حسن متانت نے عیاشی و اوباشی کی جگہ لے لی۔ ناولوں اور عشقیہ افسانوں کے پڑھنے والے قرآن مجید کی پاکیزہ تعلیم کے شیدائی بھی بن گئے اور آج گھروں سے قرآن حکیم کا ملکوتی رنگ خریدنے کی غرض سے با خدا پاک نہاد بزرگ کی روح پرور صحبت میں جا رہے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اک حسین آنکھ کے اشارے سے
قافلے راہ بھول جاتے ہیں،

جاوید۔ مولوی صاحب۔ اب چلنا چاہیئے۔

مولوی عبدالرشید صاحب۔ میں تو ہر طرح تیار ہوں

اختر۔ بادل بھی چھا رہا ہے۔

مسعود۔ نیک فال ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالےٰ ابھی اڈے پر پہنچ جائیں گے۔

ایک دیہاتی۔ آج برات کہاں چلی ہے

مولوی عبدالرشید صاحب۔ لائل پور جا رہے ہیں

دیہاتی۔ اچھا اچھا دوسری دفعہ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔

گاؤں کے چند افراد کے ساتھ ایسی گفتگو ہوتی رہی۔ اور یہ خوش نصیب قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ بھی رہا۔

جاوید۔ خدا شاہد ہے حضرت مولانا صاحب کے تصور سے ہی طبیعت میں خشیت پیدا ہوتی ہے۔ میں تو ڈرتا ہوں کہ شاید ہمارے متعلق کیا فرمائیں گے۔

سعید۔ ایسے خدشات کا جواب وہاں جا کر خود بخود مل ہی جائے گا۔ مولوی عبدالرشید۔ میں مانتا ہوں۔ در ہیبت مرد خدا انہ لا الٰہ

مگر طمانیت قلب کی دولت ان لوگوں کی صحبت میں ہی میسّر آتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عقیدت سے بھرا ہوا دل لے کر جائے تو دین مصطفےٰ کی معنوی کیفیات دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت کا جذبہ سرد پڑنے لگتا ہے اور فکر عاقبت کے لیے روح میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ جذبہ عقیدت بار بار حاضری سے عشق و مستی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ خدائے قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے شیخ طریقت سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی شے اتنی محبوب نہیں ہوتی۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کی شیفتگی کے قصے جن نیاز مندانہ آداب سے بھرے پڑے ہیں۔ انپر عمل کرنے کو دل چاہتا ہے۔

جاوید۔ مولوی صاحب۔ صحابہ کرامؓ کے نیازمندانہ آداب سے آگاہ فرمایئے۔

مولوی عبدالرشید۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آب وضوء کا ہاتھوں ہاتھ لینا، چہروں پہ ملنا کپڑوں کو بسانا۔ قطرات آب وضو کی عقیدتمندانہ تقسیم اور پھر حجامت کے موقعہ پر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک موئے مبارک کی حفاظت ہر لمحہ ساقی کوثر مہر نبوت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فردوس آثار کی دید میں دزدیدہ نگاہ

باقی صفحہ ۱۷ پر

از جناب مولانا احمد حسن صاحب ایم اے لکھنؤ

قرآن کی دعوتِ عمل

قسط سوئم

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے جس درجہ متاثر ہوتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا

یا ابنَ مسعود اقرأ علیَّ القرآن

"اے ابن مسعود مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ"۔

انہوں نے تعجب سے عرض کیا کہ کیا میں آپؐ کو قرآن سناؤں۔ حالانکہ یہ آپ ہی پر نازل ہوا ہے آپؐ نے فرمایا

نعم انیّ احب ان اسمع من غیری

ہاں میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں۔

حضرت ابن مسعودؓ پڑھنے لگے۔

جب اس آیت پر پہنچے۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَھِیْدًا (سورۃ النساء رکوع ۵ پ۵)

ترجمہ۔ "پھر کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حسبک الآن"۔ بس اتنا کافی ہے۔ فاذا عیناہ تذرفان۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آپ نے فرمایا کہ جو لوگ موجود ہیں۔ ان کے متعلق تو میں شہادت دوں گا کہ وہ احکام الٰہی بجا لائے لیکن بعد میں آنے والوں کی نسبت میں کیا شہادت دوں گا۔

آپؐ کو معلوم تھا کہ آئندہ زمانہ میں مسلمان قرآن کا کامل اتباع نہیں کریں گے۔

صحابہؓ کے تاثر کی یہ کیفیت تھی کہ کلام اللہ سن کر

یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَ یَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ پ۱۵)

"روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے تھے اور (یہ کلام) ان کی عاجزی میں اضافہ کرتا تھا"

حضرت صدیق اکبر تلاوت کرتے ہوئے زار زار روتے تھے۔ جس سے کفار بھی متاثر ہوتے تھے۔

جس طرح بنی اسرائیل سے تورات پر عمل کرنے کا عہد لیا گیا تھا۔ جس کے نقص کی وجہ سے وہ رحمت الٰہی سے محروم ہو گئے تھے۔ اسی طرح اہل اسلام سے قرآن پر عمل کرنے کا وعدہ لیا گیا۔ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ (سورۃ الحدید رکوع ۱ پ۲۷)

اسی ایفاء عہد یعنی اتباع قرآن میں ان کی حیات کا راز مضمر ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (سورہ الانفال رکوع ۳ پ۹)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے اللہ اور رسول کی بات مانو۔ جب رسول تم کو اس چیز کی طرف بلائے جو تم کو زندہ کرتی ہے۔"

قرآن کا پیدا کردہ انقلاب

قرآن پیغام حیات ہے۔ جو مردہ روحوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ محض تخیل اور نظریہ نہیں ہے۔ بلکہ اب سے چودہ سو برس پہلے اس نے عرب جیسی مردہ قوم کو زندہ کر کے ہر حیثیت سے دنیا کی بہترین قوم بنا دیا تھا۔ جس نے خود زندہ ہو کر متعدد اقوام کو زندہ کیا۔ قرآن میں وحی کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح خشکی کے بعد بارش سے مُردہ زمین زندہ ہو کر سبزہ سے لہلہانے لگتی ہے۔ اسی طرح وحی کے نزول سے مردہ روحوں کو زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

لیکن قرآن مجید اسی صورت میں زندگی بخش ہے کہ اسکی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ حکیم کے نسخہ کو مریض ہزار بار بھی پڑھ کر شفا نہیں پا سکتا جب تک کہ حکیم کی ہدایت کے بموجب اسے استعمال نہ کرے۔ اسی طرح قرآن زندگی کا دستورالعمل بن کر ہر درد کی دوا ثابت ہوتا ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمان قرآن کو اپنا نصاب بنا کر فیضیاب ہوئے اور کامل انسان اور فرشتہ سیرت بن گئے۔ ان کے کردار اور اطوار نے شہادت دی کہ وہ عام سطح سے بہت بلند تھے۔ انہوں نے اپنے پاکیزہ اخلاق اور معاملات سے لوگوں کے دلوں کو مسخر اور اسلام کی طرف مائل کیا۔ وہ قرآن اور سیرتِ رسول کے زندہ معجزے اور نمائندہ تھے۔ ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہو گیا تھا۔ وہ اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ کی امانت تصور کرتے تھے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۴ پ۱۱)

اس لئے اس کے ہر حکم کے سامنے بلا تامل سر جھکاتے تھے۔

ایمان کی تعریف

اگر ایمان صرف زبانی اقرار کا نام ہوتا تو اللہ تعالےٰ یہ نہ فرماتا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ (سورۃ الحدید ح ۴ پ۲۷)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ"

یعنی ایمان لانے والوں سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ جو تحصیل حاصل ہے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ان کو ایمان لانے کا حکم دینے کا کیا مطلب۔ اس کا جواب قرآن ہی میں دوسری جگہ ملتا ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا (سورۃ الحجرات رکوع ۲۔ پ۲۶)

"اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس دعوے

کو قبول نہیں کیا اور فرمایا۔

لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا

"تم ایمان نہیں لائے۔ بلکہ یہ کہو کہ ہم (رسماً) مسلمان ہو گئے۔"

کیونکہ

لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

"ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا"

اعراب نے مومن ہونے کا دعوےٰ کیا جو غلط قرار دیا گیا۔ کیونکہ ایمان تین باتوں کا تقاضا کرتا ہے۔ زبان سے اقرار۔ دل سے تصدیق اور عملی صورت میں اس کا اظہار۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ۲۶)

"مومن صرف وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے سعی کی۔ یہی لوگ سچے (مومن) ہیں۔"

جس شخص میں یہ تین باتیں جمع نہ ہوں۔ اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ ایمان سے عمل صالح مقصود ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں ایمان بنیاد ہے اور عمل عمارت۔ ایمان شجر ہے اور عمل اس کا ثمر۔ جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح عمل صالح ہی ایمان کا نشان ہے۔ ایمان کا مدعی اگر اعمال حسنہ سے محروم ہے۔ تو یہ اس بات کی بیّن علامت ہے۔ کہ اس کا ایمان صرف زبان تک محدود ہے۔ اور دل میں داخل نہیں ہوا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص کو غذا کے زہر آلودہ ہونے کا یقین ہو اور وہ اسے شوق سے کھا لے اسی طرح عمل کا ایمان کے تابع نہ ہونا ایمان کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔ اسی بنا پر اعراب سے عمل کا مطالبہ کیا گیا۔

اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا (سورۃ الحجرات رکوع ۲۔ پ۲۶)

"اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔"

ان کا عمل ان کے دعوےٰ کے مطابق نہیں تھا۔ اس لئے ان کا دعوےٰ ایمان تسلیم نہیں کیا گیا اور ان کو آگاہ کیا گیا کہ

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (سورۃ العنکبوت۔ ع ۱ پ ۲۰)

"کیا لوگوں نے یہ گمان کیا کہ ان کو یہ کہنے کے لئے چھوڑ دیا جائیگا کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائیگی۔"

ایمان اور عمل

اسی سبب سے قرآن میں ایمان کے ساتھ عمل صالح پر زور دیا گیا ہے۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورۃ العصر پ۳۰)

"زمانہ کی قسم بے شک انسان نقصان میں ہے۔ ان لوگوں کے سوا جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔"

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل ع ۱۳ پ۱۴)

"جس نے عمل صالح کیا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو اُسے ہم پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کو ان کے عمل کا بہترین اجر دینگے۔"

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا (سورۃ الکہف۔ ع ۱۲۔ پ۱۶)

"پس جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہوا۔ اُسے چاہیئے کہ عمل صالح کرے۔"

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یونس ع ۲ پ۱۱)

"پھر ہم نے ان کے بعد تم کو دنیا میں خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیونکر عمل کرتے ہو۔"

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (سورۃ النساء ع ۱۸ پ۵)

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے۔ ہم ان کو باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔"

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (سورۃ النساء ع ۱۸ پ۵)

"اور جو کوئی نیک اعمال کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے۔"

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (سورۃ البقرۃ۔ رکوع ۳۸۔ پ۳)

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔"

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (سورۃ یونس رکوع ۷۔ پ۱۱)

"جو لوگ ایمان لائے اور تقوےٰ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے۔"

قرآن کی ایک بھی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا مقصد صرف تلاوت ہے۔ جس سے اس کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ تلاوت کا بھی ماجور ہونا یقینی ہے۔ لیکن یہ ایک پیغام عمل ہے۔ اس نے اپنے نزول کے مقاصد خود واضح کر دیئے ہیں۔

حکم

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (سورۃ النساء۔ ع ۱۶۔ پ۵)

بیشک ہم نے حق کے ساتھ تم پر یہ کتاب نازل کی۔ تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس چیز کے ذریعہ سے فیصلہ کرو جو اللہ نے تم کو دکھائی۔

نذیر

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ (سورۃ الفرقان ع ۱۔ پ۱۸)

"بابرکت ہے وہ ہستی جس نے اپنے بندہ پر فرقان نازل کیا تاکہ وہ تمام

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حلقہ احباب صفحہ سے آگے

سے مست رہنا۔ مرد و زن اور بچوں تک کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو چکور کی طرح ہزار گونہ وارفتگی سے دیکھتے رہنا۔ مال بلکہ جان تک قربان کرنے کو تیار رہنا۔ مگر یہ چیزیں خاصۂ رسول اور خاصۂ صحابہ بن کر رہ گئی ہیں

سعید۔ مولوی صاحب۔ آپ نے سچ فرمایا ہے میں جس دن سے لائیپور سے ہو کر آیا ہوں حضرت مولانا کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے اور دل ہزاروں مرتبہ چاہتا ہے کہ دوبارہ زیارت کے لئے حاضر ہو جاؤں۔

عبدالرشید۔ بڑا ممکن ہے کہ شیرخوار بچہ ماں کے دودھ کے بغیر گزارہ کر سکے۔ مگر طالب حق پرست شیخ کامل صحبت کے بغیر بےچین ہو جاتا ہے

مے ندانی عشق و مستی از کجاست

ایں شعاع آفتابِ مصطفیٰ است

اقبال مرحوم فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام اور اہل دل حضرات کی محبت کا جذبہ حقیقت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا ایک ثمرہ ہے بالفاظ دیگر یہ نور آفتاب رسالت کی کرنوں سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

دل ز دیں سرچشمۂ قوت است

دیں ہمہ از معجزات صحبت است

دین کی برکت سے دل کی محبت ہر طرح کی صالح قوتوں کا سرچشمہ بن جاتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ دین مردانِ پاکباز کی صحبت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر

علم و حکمت از کتب دین از نظر

فرماتے ہیں دین کی اگر تلاش ہو تو اس کو کتابوں میں مت تلاش کیجئے۔

یہ ٹھیک ہے کہ کتابیں علم و حکمت کے خزانہ تو پیش کرتی ہیں۔ مگر دین کی چاشنی فقط مرد حق آگاہ کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔

اختر۔ روحانیت ہی تمام ادیان کی روح رواں ہے اور اس کی حفاظت پاک نہاد ہستیوں کی صحبت میں ہو سکتی ہے۔

عبدالرشید۔ اپنے شیخ کامل کے ساتھ ایک والہانہ عشق ہونا چاہیئے۔ اور یہی چیز کامل کی توجہ کو طالب صادق کے دل کی طرف منعطف کرتی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ پیر اور مرید کے درمیان اسی رشتۂ محبت کی پیروی ضروری ہے۔ جو صحابہ کرام کو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ وہاں مہر رسالت کی خیر کن تابانیاں تھیں اور یہاں ولایت کی ضو فشانیاں ہیں۔ اور وہ لوگ بڑے ہی خوش نصیب ہیں جنکو دوام حاصل ہے۔ ہم لوگ گاہے گاہے حاضر ہوتے ہیں۔ ہماری زندگی کے اکثر و بیشتر اوقات دنیاوی تفکرات کے انہماک میں بسر ہوتے ہیں۔

مسعود صاحب۔ اڈہ قریب آ رہا ہے کوئی دلچسپ واقعہ بیان فرمایئے۔

عبدالرشید۔ گفتگو کے موجودہ موضوع کی تائید میں عرض کرتا ہوں۔ سُنا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ کے شیخ طریقت نے پانچ چھ سال کے بعد ایک دن فرمایا۔ بیٹا! فلاں کتاب طاق سے اٹھا لاؤ۔ عرض کیا حضور طاق کہاں ہے۔ فرمایا بیٹا چھ سال سے اس جگہ ہی رہتے ہو۔ ابھی تک طاق کی بھی خبر نہیں۔ عرض کی۔ حضور جب بھی نگاہیں اٹھی ہیں۔ تو آپ کے چہرہ مبارک پر۔ یا آپ کی تلاش و انتظار میں اٹھی ہیں۔

سعید۔ اللہ اللہ! شیفتگی اور جذب و جنوں ہو تو اس درجے کا ہو۔ (اب پکی سڑک قریب آگئی ہے۔

اور تمام احباب تھوڑے عرصے کے بعد لاری میں سوار ہو گئے۔ سفر میں پہنچ کر مناسب جگہ پر اترے اور سیدھے حضرت مولانا محی الدین صاحب کی مسجد کی راہ لی۔ تمام کی جبیں فرط عقیدت سے قدرے جھکی ہوئی ہیں کیونکہ اللہ والوں کی ہیبت ضرور ہوتی ہے۔ نماز مغرب کے بعد شرف ملاقات حاصل ہوتی۔ سارے کے سارے احباب مولوی عبدالرشید کے بتائے ہوئے اداب کے مطابق دوزانو ہو کر بیٹھے۔ اور حضرت مولانا صاحب نے بزرگانہ انداز میں ایک ایک آدمی کا جدا جدا حال پوچھا اور خاموش ہو گئے۔ مولوی عبدالرشید نے اس کے بعد اپنے دوستوں کا تعارف کرایا اور حاضر ہونے کی غرض و غایت بھی عرض کر دی۔ حضرت مولانا صاحب دلی طور پر مسرور ہوئے اور فرمایا۔ بیٹا عبدالرشید اللہ تعالیٰ آپ سب کو نیک سیرت بنائے۔ یہ آپ کے دوست ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑی کوشش سے ان سب کو یہاں لائے ہو۔ فخر الرسل حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو ایک دفعہ مخاطب فرمایا تھا کہ اے علی رضؓ اگر تیرے کہنے پر ایک شخص بھی راہ ہدایت پر آ گیا تو سمجھ لو کہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں کی غنیمت سے بھی بڑھ کر ہے۔ لہٰذا اپنے احباب کو صراط مستقیم دکھانا جانبین کے لئے بڑی سعادت ہے۔ اس کے بعد چند اور نصیحتیں فرمائیں۔

اب عبدالرشید نے موقع پا کر دوبارہ عرض کیا کہ حضورؐ یہ سارے احباب بیعت ہونے کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔ لہٰذا حضرت والا شان نے تمام احباب کو اپنے حلقۂ رشد میں داخل فرمایا۔ اور اللہ جل شانہ کے پاک نام کے ورد کی تلقین فرمائی۔ یہ منظر بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ کہ کالج کے شوخ و شنگ نوجوان ایک سفید ریش صاحب باطن کے حضور میں گردنیں جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور اپنی سابقہ زندگی سے کٹ کر اسلامی روشِ حیات پر گامزن ہو رہے ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالےٰ مولوی عبدالرشید صاحب جیسے نوجوان ہماری قوم میں پیدا کرے۔ تا کہ ان کی برکت سے ہمارے معاشرے میں اسلامی ذوق پیدا ہو سکے اور ہماری آئندہ پود اغیار کی اندھا دھند تقلید سے محفوظ رہ سکے۔ آمین یا الہ العالمین۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید سن کر تمام احباب حضرت مولانا محی الدین کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نیازمندانہ سلام کے بعد واپس آنے کی رخصت حاصل کی۔

بقیہ قرآن کی دعوت عمل صفحہ ۱ سے آگے :-

جہانوں کے لئے آگاہ کرنے والا ہو۔

موعظۃ و شفا

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ ھُدًی وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ یونس رکوع ۶ پ۱۱)

"اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت اور سینوں کے امراض کی شفا آگئی ہے جو ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"

تفکر و تدبر

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ (سورۃ النحل رکوع ۶۔ پ۱۴)

"اور ہم نے تم پر نازل کیا۔ تاکہ تم لوگوں کے لئے وہ چیز بیان کر دو جو ان پر نازل کی گئی اور تاکہ وہ غور کریں"

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ ص ع ۳۔ پ۲۳)

"ایک برکت والی کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی تاکہ وہ اس کی آیتوں پر غور کریں۔ اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا۔ (سورہ محمد رکوع ۳۔ پ۲۶)

"پس کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے کیا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں"

لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (سورۃ القمر ع ۲ پ۲۷)

"بیشک ہم نے قرآن کو یاد کیلئے آسان کر دیا ہے۔ پس ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے؟"

اتباع

ھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الانعام ع ۲۰ پ۸)

"یہ کتاب جو ہم نے نازل کی برکت والی ہے۔ پس اس کا اتباع کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ (سورۃ الاعراف ع ۱۔ پ۸)

تمہارے رب کی طرف سے تم پر جو کچھ نازل کیا گیا اس کا اتباع کرو۔

قرون اولے کے مسلمان قرآن کے ان مقاصد کو پورا کرکے اس کے فیض و برکت سے بہرہ مند ہوئے تھے۔ یہ آج بھی وہی ہے جو اب سے چودہ سو برس قبل تھا۔ لیکن مسلمان اس کے اصل مقصد کو نظر انداز کرکے برباد ہو رہے ہیں۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ میری امت میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ میں نے دریافت کیا کہ اس سے نجات کا ذریعہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ کتاب اللہ فِیْہِ نَبَاُ مَا کَانَ قَبْلَکُمْ وَ خَبَرُ مَا کَانَ بَعْدَکُمْ وَ حُکْمُ مَا بَیْنَکُمْ ھُوَ الْفَصْلُ لَیْسَ بِالْھَزْلِ مَنْ تَرَکَہٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَہُ اللّٰہُ وَ مَنِ ابْتَغَی الْھُدٰی فِیْ غَیْرِہٖ اَضَلَّہُ اللّٰہُ وَ ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ وَ ھُوَ الذِّکْرُ الْحَکِیْمُ۔ وَ ھُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ۔

ترجمہ۔ اللہ کی کتاب۔ اس میں تم سے پہلے کی اطلاع اور تمہارے بعد کی خبر ہے اور تمہارے معاملوں کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ ہے مذاق نہیں ہے۔ جو اسے تکبر سے چھوڑے گا۔ اسے اللہ توڑے گا۔ اور جو اس کے علاوہ کسی چیز سے ہدایت طلب کرے گا۔ اسے اللہ گمراہ کرے گا۔ اور وہ اللہ کی مضبوط رسی اور حکیمانہ ذکر اور سیدھی راہ ہے۔

خدا کا قانون نہیں بدلا۔ اس کا کلام نہیں بدلا۔ اس میں اب بھی وہی تاثیر ہے۔ یہ ایک گلزار جاوید بہار اور گلستان بے خزاں ہے۔ لیکن ہم بدل گئے۔ قرآن سے ہماری بے تعلقی ہی ہمارے موجودہ تنزل کی ذمہ دار ہے۔ اگر ہم اس کا اتباع کریں اور اس کا رنگ اپنے اوپر چڑھائیں تو اپنے اسلاف کی طرح اللہ کی رحمت و نصرت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کا وعدہ ہم سے یہی ہے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بقیہ تبلیغ الاسلام صفحہ ۱۲ سے آگے :-

سب ممالک میں دینی و مذہبی مدارس قریباً عنقا ہیں۔ اسی کو فرمایا۔ کہ "جب وہ امانت جو بارگاہ الٰہی سے مادۂ ایمان کے شکل میں عطا کیا گیا تھا۔ زائل ہو جائے۔ اسوجہ سے کہ تم خداوند کریم کے عہد و پیمان کو ترک کرکے ان کو ضائع کر دوگے۔

باقی باقی

بچوں کا صفحہ

تبلیغ اسلام پر ایذا رسانی

مکہ کی پہاڑی صفا پر حضورؐ نے قریش مکہ کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے نیچے دشمن کا لشکر موجود ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس خبر کو صحیح مان لوگے؟ سب نے یکزبان ہو کر کہا۔ بے شک ہمیں آپ پر پورا یقین ہے۔ آج تک آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ سارا عرب آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اتنی بڑی خبر کو سچ نہ جانیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم نے اپنے بُرے عقیدوں اور ناپاک خیالات کو نہ چھوڑا۔ تو یقین کر لو کہ خدا کے عذاب کا لشکر تم کو تباہ کر دیگا۔ میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔ میں تمہارے پاس رسُول اور پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ خدا کو ایک مانو صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی سے اپنی مُرادیں مانگو۔ اس کے سوا نہ کوئی تمہیں نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ وُہی رزاق ہے اور وہی زندہ کرنا اور مارنا ہے۔ بیماری اور تندرستی بھی اُسی کے قبضہ میں ہے۔ الغرض یہ سارا کارخانہ اُسی کے حکم سے چل رہا ہے۔ اس کو ایک مان لو۔ بس اسی میں تمہارے لئے دین و دنیا کی ترقی و کامیابی ہے اتنی بات سنتے ہی سب سے پہلے حضور کا چچا ابُولہب چلا کر بولا۔ تَبًّالَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا۔ تو برباد ہو کیا اسی واسطے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔ قرآن پاک میں تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ کی سورۃ میں اللہ پاک نے اسی کا جواب دیا ہے۔ ترجمہ۔ ابولہب ہی برباد ہو گیا۔ پس حضورؐ کی زبان مبارک سے اتنا نکلنا تھا کہ خدا کو ایک مانو وُہی سب کا کارساز ہے۔ اور مجھے خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ پھر تو کفار نے حضورؐ کو اور حضورؐ کے ساتھیوں کو وہ وُہ تکلیفیں پہنچائیں کہ جن کے سُننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں دنیا ان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ کبھی حضورؐ کے راستوں میں کانٹے بچھا دیئے جاتے۔ کبھی اس پاک جسم کے ساتھ مار پیٹ کی گستاخیاں کی جاتیں۔ یہاں تک کہ جسم مبارک سے خون بہنے لگتا۔ اللہ اللہ اس گھر میں جہاں وہ جانوروں اور پرندوں کو ستانا حرام سمجھتے تھے۔ خود حضورؐ کے رشتہ دار حضورؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا رہے ہیں۔ یہی گھر جو تمام مخلوقات کے لئے امن کی جگہ تھا جب خدا کا پیارا رسول خدا کے سامنے سجدہ کرتا تو کبھی گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچا جاتا۔ جس سے گلا گھٹنے لگتا۔ سر پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی جاتی کبھی اس مقدس سر کو کچلنے کی کوشش کی جاتی جو خدا کے گھر میں اللہ کے سامنے زمین پر رکھا ہوا تھا۔ کبھی خُدا کے اس محبوب اور پاک بندے کو شہید کرنے کے منصوبے کیئے جاتے۔ مکے کی تپتی ہوئی زمین پر بلالؓ حبشی کو ننگا لٹا کر اُن کے سینے پر پتھر رکھ دیا جاتا تاکہ ہل بھی نہ سکیں۔ گردن میں رسّی باندھ کر بچوں کے حوالے کر دی جاتی کہ پہاڑ کے پتھروں میں گھسیٹتے پھریں ایسا بھی ہوا کہ حضورؐ کے ساتھیوں کی مشکیں کس کر صرف اس جرم پر روزانہ بید لگائے گئے کہ بُت پرستی کیوں چھوڑ دی۔ کسی کی گردن مروڑی جاتی۔ سر کے بال کھینچے جاتے۔ دھوئیں میں بند کر کے حضرت عثمان غنیؓ کا دم گھونٹا جاتا۔ کسی کو گائے اور اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیا جاتا۔ اور کمبخت ابوجہل نے تو بی بی سمیہؓ کے نازک حصہ میں نیزہ مار کر شہید کر ڈالا تھا۔ برابر تین سال تک ان کمبختوں نے ستائے رکھا۔ بلکہ یہاں تک کوشش کی گئی کہ پانی کا ایک گھونٹ یا کھانے کا لقمہ بھی اللہ کے ماننے والوں کو نہ ملنے پائے۔ بچے بھوک کے مارے راتوں بلبلاتے۔ لیکن ان کے دل ایک لمحہ کے لئے بھی نہ پسیجتے قصور صرف اتنا تھا کہ اللہ کو ایک کیوں کہتے ہو۔ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے۔ لوٹ مار۔ شراب خوری۔ جوابازی خش کاری اور ہزاروں قسم کے بڑے کاموں میں ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔ وہی اللہ کا یکتا بندہ جو سارے جہان کے لئے رحمت بن کر آیا تھا۔ جب انکے فائدے کی باتیں سُناتا تو وہ شور مچاتے کہ کوئی سن نہ سکے۔ آپ کو (معاذاللہ) مجنوں کہتے تاکہ حضورؐ کی باتوں پر کوئی کان نہ لگا سکے۔ میلوں اور بازاروں کے موقعہ پر ناکہ بندی کر دیتے۔ کہ کوئی حضورؐ تک نہ پہنچ سکے۔ وہ پتھر برساتے کہ حضورؐ لہولہان ہو جاتے۔ غنڈوں اور بدمعاش لڑکوں کو پیچھے دوڑاتے۔ تالیاں بجواتے اور خوب شور و غل کرواتے کہ کوئی حضورؐ کی بات سن ہی نہ سکے الغرض یہ ایک سچی آواز تھی جو پہاڑ کی چوٹیوں پر شہروں کے بازاروں میں میلوں اور جلسوں میں شادی اور غمی کی محفلوں میں۔ خانہ کعبہ کے حرم میں۔ منیٰ اور عرفات کی وادیوں میں بھولی بھالی مظلومانہ سچائی کے ساتھ اُٹھتی تھی۔ ظالموں کا ظلم اس کو دبانا چاہتا تھا۔ مگر مظلومیت کا شعلہ اس کو دن بدن بھڑکا رہا تھا ظلم اور سختی سے جب کام نہ چلا۔ تو لالچ دیکر حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر حسینہ جمیلہ کی خواہش ہو تو ہمارے عرب کی عورتیں پیش ہیں۔ جس کو چاہو پسند کر لو۔ اگر دولت کی ضرورت ہے تو عرب کے خزانے حاضر ہیں۔ اگر حکومت چاہتے ہو۔ تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ مگر جواب یہی تھا کہ اگر ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لا کر رکھ دو تو خدا کی قسم میں اس سے ہرگز نہ ہٹونگا جس پر میرے خدا نے مجھے جما دیا ہے۔ الغرض یہ وہ پکار تھی جو حضورؐ کی زبان سے ادا ہوئی۔ نافرمان مخلوق نے اس کو ہر طرح سے دبانا چاہا۔ مگر وہ خدا کی پکار تھی۔ اللہ کی آواز کو بلند ہونا تھا۔ وُہ بلند ہوئی اور آج تک بلند ہے اور ہمارا فرض ہے کہ آئندہ اس کو بلند رکھیں ✦

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ـــــ تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل (مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔